گرمی گفتارِ اعضائے مجالس ! الاماں　　یہ بھی ایک سرمایہ داروں کی ہے جنگ زرگری

سرمایہ دار لوگ الیکشن میں کھلے ہاتھوں روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔لوگوں کی رائے کو پیسہ، لالچ اور خوف سے خریدنا ایک عام سی بات ہوگئی ہے۔دانشور اور ٹیلنٹ والے لوگوں کے بس میں الیکشن لڑنا نہیں ہوتا۔یہاں وہی لوگ ثابت قدم ہوتے ہیں جو ''بدمعاشی'' اور مال داری میں آگے ہوں اور اگر ہارتے ہوئے نظر آئیں تو ''دھاندلی'' سے بھی دریغ نہیں کرتے ہوں۔

فرنگ آئین جمہوری نہاد است　　رسن است گردن دیوی کشاد است

۴۔ انسانی اخوت کا فقدان :

مغربی جمہوریت نسلی تعصب کو ختم کر کے قومیت کو محدود دائرے سے بھی نہیں نکال سکی۔ بلکہ اس نے متعصبانہ قوم پرستی کو رواج دیا اور یہ کمزور قوموں کو مختلف بہانوں سے اپنی ظالمانہ گرفت میں جکڑتی چلی گئی۔ چاہے یہ صنعت وتجارت کا حربہ ہو یا تہذیب کی روشنی پھیلانے کا بہانہ،بس قوت کے ذریعے یہ مقصد حاصل کیا گیا۔جبکہ علامہ اقبال اس ظلم کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہیں:

وہ حکمت، ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو　　ہوس کے پنجہ خونیں میں تیغ کارزاری ہے
تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا　　جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے

علامہ اقبال کی ''پسندیدہ جمہوریت'':

علامہ اقبال ایک ایسے نظام کے خواہاں ہیں جو حقیقی معنوں میں ''جمہوری'' کہلانے کا حقدار ہو اور یہ نظام سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہوسکتا جو اسلام نے پیش کیا ہے۔وہ اسلامی جمہوریت کو ہی نظام حکومت کے طور پر مکمل مانتے ہیں جیسا کہ خلیفہ عبدالحکیم نے لکھا ہے:

اسلام نے شاہی اور امرائی حکومت کو منسوخ کر دیا تھا اور یہ اصول مقرر کر دیا تھا کہ حکومت مسلمانوں کے مشورے سے ہونی چاہیئے،تمام رعایا کے بنیادی حقوق مساوی تھے۔دین اور ضمیر کے معاملے میں ہر شخص آزاد تھا۔رعایا کا غریب سے غریب فرد امیر المؤمنین پر نالش کر سکتا اور عدالت میں اسے جواب دہی پر مجبور کر سکتا تھا، اس جمہوریت میں حکمران کا کوئی طبقہ نہ تھا۔ ہر طرح کی آزادی ضمیر تھی۔مملکت رفاہی مملکت تھی جس کے اندر حضرت عمرؓ جیسا جلیل القدر انسان راتوں کو گردش کر کے دیکھتا تھا کہ کہیں ظلم تو نہیں ہو رہا ہے، کسی غریب کے گھر میں فاقہ تو نہیں۔سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے آگے جھکنے کی انسان کو